(1)

باسمہ تعالیٰ

محترم المقام قابل احترام حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بروز منگل ۷ رصفر ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۰ رنومبر ۲۰۱۶ء کو حکومتِ ہند نے یہ اعلان کیا: ''۱۰۰۰ / ۵۰۰ سو کے کاغذی نوٹ منسوخ ہو گئے ہیں اس کی مالیت اب کچھ نہیں ہے، ان نوٹوں کو زرِ قانونی (Legal Tender) اب نہیں سمجھا جائے، ان کی حیثیت محض ایک کاغذ کے ٹکڑے کی ہے۔''

جو حضرات حکومت کو ٹیکس ادا کرتے ہیں ان کی جانب سے یہ پرانے نوٹ ماذون مقدار میں بنکوں میں جمع کرائے جائیں تو اس کے عوض نئے نوٹ مل جائیں گے، اگر جمع کردہ نوٹ ماذون مقدار سے زائد ہوں تو حکومت کے نزدیک یہ غیر قانونی روپے ہیں، جن کو ضبط کرنے کا انہیں پورا اختیار ہے، حکومت نے عمومی طور پر پرانے نوٹ کی تبدیلی کے لئے پچاس روز کی مہلت دی ہے اب ان نوٹوں کا کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ شروع ہوا، کچھ لوگ کم قیمت میں ان کو فروخت کر رہے ہیں اس لئے کے حکومت کو دینے میں یہ اندیشہ ہے کہ ان کے نوٹ حکومت ضبط کرلیں اور ان کا پورا سرمایہ ضائع ہو جائیں، مزید جرمانہ عائد کئے جانے کے علاوہ عزت کی پامالی وغیرہ بہت سے خطرات ہیں، دوسری جانب پرانے نوٹوں کے لینے والے وہ حضرات ہیں جو بڑے پیمانہ پر حکومت کو ٹیکس ادا کرتے ہیں اور ان کے پاس نقد رقم کی ماذون مقدار میں گنجائش ہے وہ زائد قیمت پر یہ نوٹ حاصل کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں ان پرانی نوٹوں کا نئی نوٹوں کے عوض تفاوت کے ساتھ تبادلہ شرعا درست ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں یہاں کے علماء کے دو رجحان پائے جاتے ہیں۔

ایک رجحان تو یہ ہے کہ یہ ناجائز ہونا چاہئے۔

۱) اس لئے کے حکومت نے ۵۰ ردن تک تبدیلی کا وعدہ کیا ہے، لہذا مکمل ثمنیت ختم نہیں ہوئی، نیز اسی لئے اس میں لوگوں کی رغبت اب بھی باقی ہے کہ اس کے حاصل کرنے کے لئے بعض لوگ کوشاں ہیں۔

۲) موجودہ صورت حال کے بالکل موافق برما میں جب ایسے حالات پیش آئے تو اس کے متعلق فتاوی عثمانی صفحہ: ۱۴۶ جلد نمبر ۳ میں عدمِ جواز کا فتویٰ دیا گیا۔

دوسرا رجحان جواز کا ہے۔

۱) ان حضرات کا کہنا ہے کہ حکومت کی جانب سے مذکورہ اعلان ان نوٹوں کی ثمنیت ختم ہونے میں نہایت ہی صریح ہے، اس کے بعد ان کے کساد میں شبہ کرنا بے جا ہے، اس کی تائید اس بات س بھی ہوتی ہے کہ عام بازاروں میں نیز تجار کے مابین یہ نوٹ غیر مقبول ہو چکے ہیں، بنیادی ضروریات کی خریداری کے لئے ان کا استعمال ختم ہو چکا ہے،

۲) بقاء ثمنیت پر جو شبہ ہوتا ہے اس کی وضاحت کے لئے اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ جن نوٹوں کی تبدیلی کا وعدہ حکومت نے کیا ہے وہ مطلق نہیں ہے بلکہ وہ ایک ایسا وعدہ ہے جو دیگر قوانین کے تحت مقید ہے، بالفاظِ دیگر جن نوٹوں کا وجود لوگوں کے پاس ماذون مقدار میں ہے اور قانوناً دائرۂ جواز میں آتے ہیں انہی نوٹوں کو تبدیل کیا جائےگا، حکومت کا وعدہ اس کے ساتھ مخصوص ہے عام نہیں۔

۳) امت کا ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جن کے تمام سرمایہ کے ضیاع کا اندیشہ ہے، یہ صورت اختیار کرنے میں بعض سرمایہ کی حفاظت یقینی ہے۔

۴) ان کاغذی نوٹوں میں ربوا کا تحقق ان میں ثمنیت کی بنا پر ہے، ورنہ فی نفسہ ان کی کوئی خاص قیمت نہیں اور نہ ان میں ربوا کی علت ''قدر'' پائی جاتی ہے، چنانچہ مفتی نظام الدین صاحب منتخبات نظام الفتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں ''ان کاغذی سکوں (نوٹوں) میں اتحادِ جنس تو ہوتا ہے، کیونکہ کاغذ سب ایک جنس کے ہیں مگر قدر میں اتحاد نہیں ہوتا ہے، کیونکہ قدر کے معنی کیلی یا وزنی ہوتا ہے اور نوٹ نہ تو کیل کئے جاتے ہیں اور نہ وزن کئے جاتے ہیں اس لئے یہ نوٹ بجائے کیلی یا وزنی ہونے کے شرعا عددی شمار ہونگے، اس صورت میں ضابطہ شرعیہ مذکورہ کی وجہ سے نقد تبادلہ کرنے میں زیادتی و کمی کے ساتھ تبادلہ کرنا جائز رہے گا، ربائے شرعی کا محقق لازم نہ آوے گا، البتہ نسیہ (ادھار) تبادلہ کرنا ناجائز و ممنوع رہے گا۔

۵) ایک اور قابل غور بات یہ ہے کہ حکومت کی جانب سے نقد رقم رکھنے کی اجازت کے حصول کے لئے کافی مشقت وخرچ کا تحمل ناگزیر ہے، جس میں بڑے پیمانہ پر کاغذی کاروئیاں کی جاتی ہیں، اسی طرح حکومت کو وافر مقدار میں ٹیکس بھی ادا کیا جاتا ہے، نیز پرانے نوٹوں کو حکومت کے اداروں یا بنکوں سے نئے نوٹوں میں تبدیل کروایا جاتا ہے وغیرہ، پس زائد رقم کو ان خدمات وخرچ کا معاوضہ قرار دینے کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

حضرت والا سے درخواست ہے کہ ان ہنگامی حالات میں شرعی مسلہ کی رہنمائی فرمائے،

مستفتی
سحی معین (ممبئی)
+919820240642

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

ہماری رائے کے مطابق حکومت نے انکی ثمنیت منسوخ نہیں کی بلکہ آخر دسمبر تک اسکے عوض نئے نوٹوں کے تبادلہ کی اجازت دی ہوئی ہے، البتہ ایک خاص مقدار سے زائد رقم کو کالا دھن قرار دے کر اس پر بھاری ٹیکس عائد کر دیا گیا ہے اس لئے فی الوقت پانچ سو یا ہزار روپے کے نئے نوٹوں کا پرانے نوٹوں سے تفاوت کیساتھ تبادلہ جائز نہیں، اسی طرح پرانے نوٹوں کو بھی کمی بیشی کیساتھ بیچنا جائز نہیں۔(مأخذہ: فتاوی عثمانی ۳/۱۴۷)

البتہ مالیت کے نقصان سے بچنے کیلئے ایک تو وہ صورت ہے جو سوال میں ذکر کی گئی ہے یعنی نوٹوں کیساتھ کوئی قلم وغیرہ بھی شامل کر لیا جائے، اسکی گنجائش معلوم ہوتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے جن کو حکومت نے ان پرانے نوٹوں کے بدلوانے کا حق دیا ہے یہ طے کر لیا جائے کہ آپ ہمارے یہ پانچ سو، ہزار کے نوٹ بدلوادیں، ہم آپ کو اس خدمت کی اتنی طے شدہ اجرت دینگے ، اسکی گنجائش ہے، اسی طرح ایک صورت یہ بھی اختیار کی جاسکتی ہے کہ جن لوگوں کو حکومت نے ان پرانے نوٹوں کے بدلوانے کا حق دیا ہے انکے ساتھ ہندوستانی نوٹ کا نقد تبادلہ کسی دوسرے ملک کی کرنسی سے کر لیا جائے، جیسے ڈالر سے تبادلہ کر لیا جائے، تو چونکہ یہ دونوں کرنسیاں مختلف الأجناس ہیں اس لئے انکا نقد تبادلہ کمی بیشی سے بھی کیا جاسکتا ہے، البتہ ادھار تبادلہ کی صورت میں درج ذیل شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱)۔۔۔جس مجلس میں سودا ہوا ہے اس میں ایک طرف کی کرنسی پر قبضہ ہو جائے۔

(۲)۔۔۔ادھار کی ایک مدت متعین کی جائے۔

(۳)۔۔۔سودے کے وقت کرنسی کی جو بازاری قیمت ہے بعد میں ادائیگی اسی کے مطابق طے کی جائے، زیادہ قیمت نہ طے کی جائے۔(مأخذہ التبویب: ۱۲۵۷/۹، ۱۳۳/۴۰)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔والله تعالى أعلم

بندہ عزیز طارق

عزیز طارق بلوانی غفرلہ ولوالدیہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۰/صفر/۱۴۳۸ھ

۲۱/نومبر/۲۰۱۶ء

الجواب صحیح
عبد المنان عفی عنہ
۲۰/۲/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
بندہ عبداللہ
۲۲-۲-۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
۲۵/۲/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی عفی عنہ
۲۱/۲/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۲۶-۲-۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
۲۶/۲/۱۴۳۸ھ